اللہ و رسول ﷺ کی محبت

تالیف

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا [illegible] احمد صاحب قاسمی ندوی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نور اللہ مرقدہ

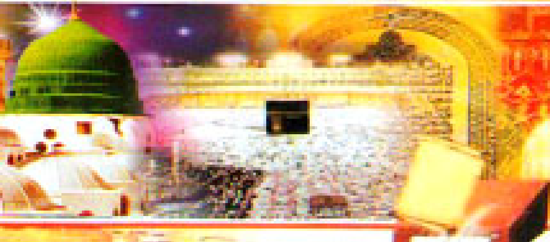

ناشر

مدرسہ فیض ہدایت درگاہ گلزار رحیمی خانقاہ رائے پور ضلع سہارنپور

اللہ ورسول کی محبت

تالیف

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی

خلیفۂ مجاز

حضرت مولانا ظریف احمد صاحب قاسمی ندوی مدنی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نور اللہ مرقدہ

ناشر

مدرسہ فیض ہدایت در گلزار رحیمی خانقاہ رائے پور، ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور ....(۴)

نام کتاب: اللہ ورسول کی محبت

تالیف: مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی 9719831058

صفحات: ۴۴ر

تعداد: ۱۱۰۰ر قیمت: ۳۰ر روپئے

باھتمام

حضرت الحاج عتیق احمد صاحب رائے پوری

خلیفہ مجاز

حضرت الحاج حافظ عبد الرشید صاحب رائے پوریؒ

وحضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ العالی

ناشر

مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور، ضلع سہارنپور

Email. khanqahraipur@gmail.com, www.khanqahrahimiraipur.co.in

Mob: 09410687650, 09639789186

ملنے کے پتے

کتب خانہ یحیوی محلہ مفتی سہارنپور ☆ مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد سہارنپور

مکتبہ ابوالحسن، محلہ مفتی سہارنپور ☆ مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

اتحاد بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور ☆ الفرقان نیا گاؤں مغربی (نظیرآباد) لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ و رسول کی محبت

فہرست

عرض ناشر ---------- ۷
پیش لفظ ---------- ۸

(۱) محبت خداوندی اوراس کے اثرات

ایمان کی سب سے بڑی علامت ---------- ۹
خدا کی محبت کے اثرات ---------- ۱۰
مخلوق کی خالق سے محبت ---------- ۱۱
جب آپ میرے تو آپ کی تمام چیزیں میری ---------- //
اللہ جس کا ہو جائے سب چیزیں اسی کی ---------- ۱۲
اللہ سے محبت رکھنے والے کی ایک مثال ---------- //
خلیل اور محبوب کی محبت کی مثال ---------- ۱۴
محبت کے بعد سب چیزیں آسان ---------- //
تجھے اب تک وہاں کس نے روک رکھا ہے؟ ---------- ۱۵
اللہ سے محبت ہے تو امتحان بھی ہوگا ---------- ۱۶
مجھے طلاق دیدو ---------- ۱۷
اللہ سے تم کو محبت نہیں ---------- ۱۸
مقربین کی آزمائش ---------- ۱۹
اللہ کی محبت کے بعد ساری چیزیں ہیچ ---------- ۲۰

ایمان سب سے بڑی چیز ہے ---------- ۲۱
اللہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے ---------- //
جب اللہ سے محبت ہو جائے گی تو مزہ آئے گا ---------- ۲۲
اللہ کی اگر حقیقی محبت حاصل ہو جائے ---------- ۲۳
صحابہ کے اوصاف ---------- ۲۴
ایک باندی کا اللہ سے محبت کا واقعہ ---------- //
آج جنت کو جلا دوں گی اور جہنم کو بجھا دوں گی ---------- ۲۵
عشق میں مزہ بہت آتا ہے ---------- ۲۶
تمہارے پاس مجنوں والی آنکھ نہیں ہے ---------- ۲۷

(۲) محبت رسول اور اس کے اثرات

جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا ---------- ۲۸
نبی کے محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا ---------- //
دلوں کی دھڑکن کی تحقیق ---------- ۲۹
دل تو اللہ کا اقرار کر رہا ہے ---------- //
اللہ تعالی سے محبت کیلئے رسول کی اتباع ضروری ہے ---------- ۳۰
یہ تو جھوٹی محبت ہے ---------- //
اللہ کے رسول کی زندگی آپ لوگوں کے لئے نمونہ ہے ---------- ۳۱
آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ---------- //
محبوب کا ہر عمل پسندیدہ ہوتا ہے ---------- ۳۲
محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے ---------- ۳۳

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت ---------- ۳۴
محبت رسول میں گھر کا سارا مال قربان ---------- //
غار ثور میں حضور کے ساتھ ---------- ۳۵
محبت میں تکلیف کو برداشت کرنا ---------- ۳۶
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت ---------- ۳۷
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت ---------- ۳۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت ---------- //
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت ---------- ۴۰
حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت ---------- //
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت ---------- ۴۱
حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت ---------- //
ڈھال کیلئے اپنے بیٹے کو پیش کرنا ---------- ۴۲
حضور کی محبت سارے لوگوں سے زیادہ ہونی چاہئے ---------- ۴۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کر کے ہی منزل مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے ---------- //

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

بزرگوں کے یہاں خانقاہوں میں آمدورفت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہوجائے ، اللہ ورسول کی محبت حاصل ہوجائے ، اعمال صالحہ اور فرائض کی پابندی کی توفیق ہوجائے ، ذکروشکر کا،عبادت وریاضت کا ماحول بن جائے ، اور زندگی میں ایمانی چمک اور روحانی نکھار پیدا ہوجائے اور یہ نکھار اور چمک اس وقت پیدا ہوگی جب محبت الٰہی کامل طریقے سے حاصل ہوجائے اور اتباع رسول کا جذبہ بھرپور طریقے سے پیدا ہوجائے۔

پیش نظر رسالہ ''اللہ ورسول کی محبت'' ہمارے دوست عزیز محترم مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کے دو اہم ترین مضامین کا مجموعہ ہے، جو اپنے موضوع پر کافی اہمیت کا حامل ہے، اس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ ورسول کی محبت کے سلسلہ میں اچھا خاصا مواد پیش کیا گیا ہے، اور بزرگان سلف کے محبت الٰہی ومحبت رسول کے واقعات نہایت ہی مؤثر ومفید انداز میں تحریر کیے گئے ہیں، جن کو پڑھ کر زندگی میں محبت الٰہی اور اتباع رسول کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس کتاب کو مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی خانقاہ رائے پور کے شعبۂ نشرواشاعت سے عارف باللہ، فنافی اللہ، محبوب الٰہی حضرت مولانا مفتی شاہ عبدالقیوم صاحب رائے پوری دامت برکاتہم وفیوضہم کی زیر سرپرستی شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ، اور ہم سب کو محبت الٰہی ،معرفت خداوندی، اتباع رسول اور محبت رسول کی دولت گرانمایہ سے سرفراز فرمائے۔ والسلام

عتیق احمد
ناظم مدرسہ فیض ہدایت درگلزار رحیمی
خانقاہ رائے ،سہارنپور (یوپی)

۱۱؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ
۳؍جنوری ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت انسانی زندگی کی کامیابی کی شاہ کلید ہے، اس لئے کہ جس قدر جس آدمی کی زندگی میں اتباع رسول ہوگی، اسی قدر اس کی زندگی میں محبت الٰہی ہوگی، اور یہ معیار خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعین فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے: ”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ“ ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کا دم بھرتے ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا“ اس لئے اس سلسلہ میں علماء امت نے لوگوں میں افہام وتفہیم اور وعظ وتذکیر کا سلسلہ جاری رکھا ہے، اور اس کا ہر زمانہ میں اور ہر جگہ فائدہ ہوا ہے۔

راقم سطور نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں نوجوانوں کے مجمع میں دو بیان کئے تھے، ایک محبت خداوندی کے عنوان سے اور دوسرا محبت رسول کے عنوان سے، دونوں بیانات کی اہمیت کی وجہ سے دونوں کو ماہنامہ ”نقوش اسلام“ کے دو مختلف شماروں میں شائع کیا گیا تھا، پھر پہلا راقم کی کتاب ”ساز دل“ میں چھپا اور دوسرا ”افکار دل“ میں شائع ہوا، اب ان دونوں کو ذیلی عناوین لگا کر مستقل کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، تاکہ ان کا فائدہ متعدی ہوجائے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنی اور اپنے رسول کی محبت نصیب فرمائے، اور حسن خاتمہ کی دولت سے بہرہ ور فرمائے، آمین۔

۱۱/ربیع الاول ۱۴۳۶ھ — محمد مسعود عزیزی ندوی
۳/جنوری ۲۰۱۵ء — رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبتِ خداوندی اور اس کے اثرات

ایمان کی سب سے بڑی علامت

اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے:

"وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ"(۱) جو لوگ ایمان لائے وہ خدا سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کی محبت ایمان کی سب سے بڑی علامت بتائی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی محبت الٰہی میں سرشار تھی اور آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَفۡسِیۡ وَاَهۡلِیۡ وَمِنَ الۡمَآءِ الۡبَارِدِ"(۲) اے اللہ! تو اپنی محبت کو میری جان سے میرے اہل وعیال سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ مجھے محبوب بنا۔

اہل اللہ حضرات نے لکھا ہے کہ انسان کی پیدائش کا سب سے بڑا مقصد اللہ رب العالمین کی محبت ہے، یعنی اللہ کی محبت انسانی زندگی کا راز ہے، اگر محبت الٰہی کی آگ دل میں نہ ہو تو وہ گوشت کا ایک بے جان سا ٹکڑا ہے، اگر اس میں محبت الٰہی اور عشق خداوندی کی گرمی ہے تو دل انوار ربانی کا مرکز بن جاتا ہے، جیسا کہ کسی نے کہا ہے: ؎

سلامتی دل عشاق از محبت تست
وگرنہ ایں دل پرخوں چہ جائے منزل تست

اللہ کی محبت ہی سے عاشقوں کے دل صحیح وسالم رہتے ہیں، اور اللہ کی محبت کے سوا یہ دل

(۱) سورہ بقرہ آیت ۱۶۴۔ (۱) سنن ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر ۳۴۱۲

محض خون سے بھرا ہوا جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور کچھ بھی نہیں، محبت کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں اللہ کے لیے مرنا اور اللہ کے لیے جینا آجائے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان دنیا ومافیہا سے بالکل قطع تعلق کرے اور ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر عبادت کرنے لگے بلکہ دنیاوی تمام تعلقات کے ہجوم میں رہ کر اپنے معبود حقیقی کو نہ بھولے، اللہ کی دی ہوئی نعمت سے دنیا میں فائدہ اٹھائے، شادی بھی کرے، کھائے پیئے بھی، اللہ کی مخلوق سے بھی ملے، بازار سے سودا سلف بھی لائے، تجارت اور کاروبار بھی کرے؛ لیکن اس طرح کے ہر کام میں اللہ تعالی کی رضامندی اور خوشنودی مطلوب ہو، دنیا کی محبت وزیبائش اور اس کے نقش ونگار دل میں جگہ نہ کرنے پائیں، جب یہ تمام چیزیں پیدا ہوجائیں گی تو حقیقی زندگی حاصل ہوجائے گی۔

خدا کی محبت کے اثرات

جن بندوں کے دلوں میں اللہ کی محبت گھر کرلیتی ہے، انہیں ہر وقت یہ دھن لگی رہتی ہے کہ اللہ کی رضا کس طرح حاصل ہو، وہ صبح وشام کثرت سے اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، کبھی رکوع میں جھکے ہوتے ہیں، اور کبھی سجدے میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں، دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گزارتے ہیں، دنیاداروں سے زیادہ میل جول اور فضول گفتگو نہیں کرتے، اپنے مولائے حقیقی کی یاد میں دنیا کی لذتوں اور آسائشوں کو خیرباد کہہ دیتے ہیں، انہیں دنیا کی لذتیں مردار کے مانند دکھائی دیتی ہیں، دنیا کی زیبائش انہیں ویران نظر آتی ہے، وہ زبان حال سے کہتے ہیں:

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آتی ہے

خدا کی محبت حاصل ہونے سے آدمی ہر قسم کے آداب واخلاق سیکھتا ہے، مخلوق کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت کا برتاؤ کرتا ہے، اپنی مرضیات اور خواہشوں کو اللہ کی مرضی کے تابع بنادیتا ہے، اس کا دل یادالٰہی سے زندہ رہتا ہے، کبھی مردہ نہیں ہوتا، وہ خدا کی محبت میں دیوانہ اور اس کا غلام نظر آتا ہے، محبت سے ساری تلخیاں شیریں ہوجاتی ہیں، محبت سے تانبا سونا

ہوجاتا ہے، خدا کی محبت سے مردہ دل زندہ ہوجاتا ہے، محبت سے بادشاہ غلام بن جاتا ہے، جس کو اللہ تعالی اپنا بنالیتا ہے اس کو دنیا سے بے رغبت فرما دیتا ہے۔

مخلوق کی خالق سے محبت

اللہ تعالی نے ہمیں پیدا کیا ہے، ہمارے لیے آسائش کا، راحت کا، اور زندگی گزارنے کا جو کچھ ساز و سامان ہے، وہ کس نے بنایا؟ اللہ نے بنایا، تو سب چیزیں اللہ ہی نے بنائیں ہیں، کیونکہ اللہ ہی ہمارا خالق، اللہ ہی مالک اور اللہ ہی اس کائنات کے نظام کو چلانے والا ہے، اور جب اس نے اس نظام کو چلایا، اس کائنات کو بنایا، جتنی چیزیں ہیں، وہ سب مخلوق کی ہیں، تو مخلوق کا حق بنتا ہے، مخلوق پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جس نے ہم کو بنایا ہے، اس سے ہم کو محبت ہو، تعلق ہو، اگر پیدا کرنے والے سے ہماری محبت ہوجائے، تو ساری چیزیں ہماری ہوجائیں گی، کیونکہ ساری چیزوں کا مالک اللہ تعالی ہے۔

جب آپ میرے تو آپ کی تمام چیزیں میری

سبکتگین ایک بادشاہ گزرا ہے، اس کے محل میں بہت ساری رانیاں تھیں، بہت ساری عورتیں تھیں، ایک سے اس کو بہت زیادہ عشق اور محبت تھی، تو دوسری رانیوں کو حسد ہوگیا کہ بادشاہ کو اس سے زیادہ محبت ہے، بادشاہ کو اس کا انداز ہوگیا کہ ان کو اعتراض ہے کہ میں اس سے کیوں محبت کرتا ہوں، کیونکہ وہ بہت زیادہ سمجھدار تھیں، انتہائی دماغ دار، انتہائی ذہین اور انتہائی عقلمند لیکن ایسا ہو ہی جاتا ہے، چنانچہ اس نے ایک طریقہ اختیار کیا کہ ایک روز صبح کے وقت اپنے محل میں سب کو اکٹھا کیا، اور کہنے لگا کہ آج میں موڑ میں ہوں، آج میں بہت خوش ہوں، آج جس رانی نے، جس بیوی نے جس چیز کو لے لیا جس چیز پر ہاتھ رکھ دیا وہ اسی کی ہوگی، تو اس نے اپنے محل کے اندر اور اپنے صحن میں سامان رکھوا دیا، ادھر سونا، ادھر چاندی، ادھر یاقوت، ادھر جواہرات، طرح طرح کے زیورات، طرح طرح کے موتی، اور دوسرے

سامان سب رکھوادئے اور سب کو کہا کہ جس وقت میں اشارہ کروں اس وقت جو جس چیز پر ہاتھ رکھ دے گی وہ اسی کی ہوگی محل کی ساری عورتیں، ساری رانیاں بہت خوش نظر آرہی ہیں، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اس نے اعلان کردیا، اب جیسے ہی اس نے اشارہ کیا تو سب ٹوٹ پڑی، کسی نے سونے پر ہاتھ رکھا، کسی نے چاندی پر، کسی نے جواہرات پر، کسی نے یاقوت پر رکھا، ایک رانی جس سے بادشاہ کو محبت تھی وہ کھڑی رہ گئی، اور دوسری بیویاں کہنے لگیں کہ یہ تو پاگل ہے، اسے کچھ معلوم نہیں، ہم پہلے ہی کہہ رہے تھے، اتنا اچھا موقعہ گنوادیا، بادشاہ نے پوچھا کہ سب نے مزے لوٹ لئے تو کیوں کھڑی رہ گئی، بیوقوف، نالائق، پاگل؟ تو چونکہ وہ سمجھدار تھی، تو اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ نے یہ کہا تھا کہ جس نے جس چیز پر ہاتھ رکھ دیا وہ اسی کی ہے، آپ کی بات پکی ہے؟ اس نے کہا، ہاں، ہاں! میری بات صحیح ہے، تو اس عورت نے کہا میں آپ کے اوپر ہاتھ رکھ رہی ہوں، جب میں نے آپ کے اوپر ہاتھ رکھ دیا تو آپ میرے ہیں اور آپ کی تمام چیزیں بھی میری ہی ہیں۔

اللہ جس کا ہو جائے سب چیزیں اسی کی

یہی نظام خالق کائنات کا ہے، سب کچھ اللہ نے بنایا ہے، یہ زمین، یہ آسمان، یہ پہاڑ، یہ سونا، یہ چاندی، یہ مال ودولت، یہ کھیتی باڑی، سب کچھ اللہ تبارک وتعالی کی ہے، اگر ہمیں اللہ تعالی کی حقیقی محبت نصیب ہو جائے، اللہ تبارک وتعالی سے ہمیں حقیقی تعلق حاصل ہو جائے تو کیا اللہ تعالی ہمیں یوں ہی ماردے گا، ہرگز نہیں، اس لیے اللہ کو اپناؤ اور اسی سے لو لگاؤ، جب اللہ تعالی ہمارا ہو جائے گا تو دنیا کی ساری چیزیں ہماری ہو جائیں گی۔

اللہ سے محبت رکھنے والے کی ایک مثال

دو آدمی تھے، ایک عیسائی اور دوسرا مسلمان، دونوں کا ساتھ میں سفر ہو گیا، کچھ دور تک تو جو کچھ ان کے پاس کھانا تھا، اس سے کام چلا، ایک دو دن بعد انکے ناشتہ دان یا تھیلے میں چنا،

نمکین یا جو کچھ کھانے کا سامان تھا ختم ہوگیا، سفر لمبا تھا، اب دونوں کو فکر لاحق ہوئی کہ بھائی سامان تو کھانے پینے کا سب ختم ہوگیا، مگر سفر ابھی باقی ہے، اس لیے وہ پریشان ہوئے، تو انہوں نے کہا اللہ تعالی سے مانگنا چاہئے ؛ کیونکہ اللہ تعالی ہی پیدا کرنے والا ہے، تو مسلمان نے اس عیسائی ساتھی سے کہا، بھائی اب تو تمہارا اور ہمارا اللہ ہی ہے، اسی سے مانگنا چاہئے، تو مسلمان نے عیسائی سے کہا تم اللہ سے پہلے مانگو، عیسائی نے کہا، آج آپ ہی مانگ لیں، میں کل مانگ لوں گا، اس مسلمان نے اللہ تعالی سے دعا کی، یا اللہ ہم تیرے بندے ہیں، تجھے معلوم ہے کہ سفر میں کوئی زادراہ نہیں ہے، اور کہیں آس پاس کوئی ہوٹل بھی معلوم نہیں ہے کہ کھانا مل جائے، اے اللہ کھانے کا انتظام فرمادے، چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایسا ہوا کہ کوئی صاحب غیبی طور سے گرم گرم کھانا لے کر آئے اور انہوں نے کھالیا، کھا کر آرام سے سوگئے، اب سفر آگے اور بھی باقی تھا، اگلے دن عیسائی کا نمبر آیا، تو عیسائی دوست سے کہا کہ بھائی آج آپ دعا کرو، شاید کھانا آجائے اور وہ بھی بہت خوش، یہ مسلمان تو تھوڑا پریشان تھا، اس لیے کہ یہ سمجھ رہا تھا کہ چلو میں تو مسلمان ہوں، اللہ تعالی نے میری لاج رکھ لی، معلوم نہیں آج کیا حال ہوگا لیکن وہ عیسائی اس دن بھی خوش تھا، اس عیسائی نے دعاء مانگی کہ یا اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ صحیح ہے، میں تو جیسا کیسا ہوں، ہوں، اگر تیرے نزدیک یہ مسلمان صحیح ہے، اور تو اس سے محبت رکھتا ہے اور یہ تجھ سے محبت رکھتا ہے، آج نمبر میرا ہے، اس کی لاج کی وجہ سے، اس کی برکت سے تو آج بھی کھانا دیدے، چنانچہ پھر اللہ نے ایسا ہی کھانے کا بندوبست کیا اور وہ خوش ہوگیا، تو مسلمان پریشان ہوا کہ کیا چکر ہے، خیر کھانے کے بعد اس مسلمان نے پوچھا اپنے عیسائی ساتھی سے کہ بھائی بات بتا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ بھئی میں نے تو تیرا ہی حوالہ دیا تھا، کہ اگر یہ مسلمان صحیح ہے اور تجھ سے محبت رکھتا ہے تو یا اللہ کھانا دیدے، تو کل بھی اور آج بھی تیری ہی برکت سے کھانا ملا ہے، اس لئے میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، جب اللہ تعالی سے تعلق ہوجاتا ہے، اور اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان ہوتا ہے: "وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ

يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجاً، وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ، وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ"(۱) "یعنی جواللہ سے ڈرتا ہے، اللہ کا لحاظ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے راستہ نکالدیں گے، اور اسے روزی دیں گے ایسی جگہ سے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا، اور جو اللہ پر توکل کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے" اللہ سے اگر تعلق قائم ہوجائے تو اس طرح کے واقعات پیش آتے ہیں۔

خلیل اور محبوب کی محبت کی مثال

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں، جب ان کے وصال کا وقت آیا، تو انہیں موت کے فرشتے حضرت عزرائیل نے آکر سلام کیا، کہا آپ کا وقت آگیا ہے اور آپ کا بلاوا ہے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اپنے دوست کی بھی کوئی جان نکالتا ہے، جاؤ اللہ سے پوچھ کر آؤ؛ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے، فرشتہ اللہ کے پاس گیا اور کہا کہ وہ ایسا کہہ رہے ہیں، کہ کیا اپنے خلیل کی بھی جان نکالی جاتی ہے، ان کو بھی موت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ کیا کوئی خلیل اپنے خلیل کی ملاقات سے بھی دیری کرتا ہے، میں تیرا محبوب ہوں، تو میرا خلیل ہے، اپنے خلیل سے بھی کوئی ایسی بات کرتا ہے، تو انہوں نے فرشتے سے کہا "عجل عجل" جلدی کرو، جلدی کرو، جب پتہ چل گیا کہ اللہ سے ملاقات ہونے والی ہے، تو پھر انہوں نے جلدی کی، تو اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت کی ہمیں ضرورت ہے، اگر حقیقی محبت اللہ تعالیٰ سے ہمیں حاصل ہوجائے تو پھر دنیا کی چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی۔

محبت کے بعد سب چیزیں آسان

جب اللہ سے ہماری لولگ جائے گی، اللہ سے ہماری محبت ہوجائے گی تو جتنے بھی کام

(۱) سورۂ طلاق آیت ۳

ہیں،سب میں لطف آئے گا،نماز میں بھی مزہ آئے گا، روزہ میں بھی مزہ آئے گا، اب جو عبادت ہم کرتے ہیں، جو نماز ہم پڑھتے ہیں یہ سب ہم ڈیوٹی سمجھ کر کرتے ہیں، چلو بھائی اذان ہوگئی، نماز پڑھ لو نہیں جائیں گے،لوگ کیا کہیں گے؟ ارے بھائی! مسجد میں نہیں آئے تھے، عشاء میں نہیں آئے تھے، کیا بات ہوگئی، ارے وہ فجر میں نہیں تھے، چلو کوئی کیا کہے گا؟ داڑھی رکھ لو بھائی، نہیں رکھیں گے تو کوئی کیا کہے گا کہ یہ کیسا مسلمان ہے، داڑھی نہیں رکھتا، روزہ رکھ لو، اگر نہیں روزہ رکھیں گے رمضان میں تو لوگ کیا کہیں گے ،ظاہر ہے، یہ اللہ تعالی کے لیے نہیں ہے، یہ تو اپنی توہین اور انسلٹی سے بچنے کیلئے اور اپنے دکھاوے کے لیے عبادت کررہا ہے، اگر اللہ کی حقیقی محبت حاصل ہوجائے ،تو پھر سخت سردی کے اندر نماز کا وقت ہوجاوے، وہ جنگل میں ہو اور سخت ٹھنڈا پانی اس کے پاس موجود ہو تو وہ وضو کرے گا، اور اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور کھلے آسمان کے نیچے اپنا کپڑا بچھائے گا اور اطمینان سے نماز پڑھے گا، اگر اللہ سے محبت نہیں ہوگی تو مسجد کے اندر گرم پانی، ہیٹر موجود، دروازہ بند، وہاں بھی اس کو نماز میں مزہ نہیں آئے گا، کیونکہ یار دوست انتظار میں ہیں، کتنی دیر ہوگئی، دکان پر جانا ہے، بیٹھک میں بیٹھنا ہے، گپ شپ کرنا ہے؛ لیکن اگر اللہ سے حقیقی محبت حاصل ہوجائے تو پھر مزہ ہی آجاتا ہے۔

تجھے اب تک وہاں کس نے روک رکھا ہے؟

ایک مزدور کو کسی نے کہا کہ بھئی یہ میرا سامان ہے، اس کو لے کر چلو، میں اتنا پیسہ دوں گا، مزدور نے کہا ٹھیک ہے، میں آپ کا سامان لے جاتا ہوں؛ لیکن اگر راستہ میں نماز کا وقت آگیا تو میں نماز پڑھوں گا، سامان والے نے کہا ٹھیک ہے، وہ راستہ چلتا رہا، راستہ میں اذان ہوگئی، اس نے کہا دیکھو بھائی میں نے وعدہ کیا تھا، میں نماز پڑھنے جاتا ہوں، تم سامان کے پاس کھڑے رہو، اس نے کہا ٹھیک ہے، مزدور نے مسجد میں نماز پڑھنی شروع کردی، نماز پڑھ کر لوگ نکل گئے، فارغ ہوگئے، مگر وہ نفلیں ہی پڑھ رہا ہے، ہے مزدور اور نفلیں پڑھ رہا ہے، اللہ سے لو لگا رہا ہے، جب کافی دیر ہوگئی، سب نکل کر آگئے، تو مالک نے باہر سے چلا کر کہا، سب لوگ

نماز سے فارغ ہوکر بھی چلے گئے، تجھے اب تک وہاں کس نے روک رکھا ہے؟ کس نے تیرا راستہ گھیر رکھا ہے؟ تو اس نے بڑی سادگی سے کہا، جس نے تجھے اندر آنے سے روک رکھا ہے، اسی نے مجھے باہر آنے سے روک رکھا ہے، تو اللہ سے جب حقیقی محبت ہو جائے، تو ایک ایک عمل میں ایسا لطف آتا ہے، ایک ایک عمل میں ایسا مزہ آتا ہے کہ زندگی ہی الگ ہو جاتی ہے۔

اللہ سے محبت ہے تو امتحان بھی ہوگا

ایک صحابی اور ایک صحابیہ رضی اللہ عنہما کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شادی ہوئی، حسین اور جمیل، انتہائی خوبصورت، شادی ہونے کے بعد اچھے طریقے سے زندگی گزر رہی تھی، اور اللہ کے راستہ میں امتحان بھی آتا ہے، اس لیے کہ جس کو جس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے تو آزمائش بھی اس کی کڑی ہوتی ہے، آزمائش بھی اس کی سخت ہوتی ہے، اور جو جتنا نافرمان ہوتا ہے، تو اس کو مہلت بھی اتنی ہی زیادہ ملتی ہے، اس لیے کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ: "فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا" (۱) چھوٹ دو ان کو، لیکن جو آدمی سچا ہے، نمازی ہے، دین دار ہے، وہ غلط کام کرے تو اسی دن اس کا عیب کھل جائے گا، بھنڈا پھوٹ جائے گا، ایک آدمی روزانہ زنا کرتا ہے، سب کو پتہ ہے؛ لیکن کبھی بھی نہیں پکڑا جاتا، ایک آدمی چوری کرتا ہے، سب کو پتہ ہے؛ لیکن کبھی نہیں پکڑا جاتا لیکن ایک شریف آدمی ہے، اس نے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ لیا تو سارے میں شور ہو جائے گا کہ یہ تو فلاں کی طرف دیکھ رہا تھا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بچاتا ہے، فوراً پکڑ لیتا ہے، جو نافرمان ہے، اس کو چھوٹ مل رہی ہے، چل بھئی کر جو کرنا ہے؛ لیکن جو اللہ کا خاص بندہ ہے، جس کو اللہ سے تعلق ہے، اس کو فوراً پکڑ لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں آزمائش بھی آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے: "أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ" (۲) کیا تم

(۱) سورۂ طارق آیت ۱۷ (۲) سورۂ بقرہ آیت ۲۱۴

نے گمان کررکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہوجاؤ گے، حالانکہ تم پر اب تک ان لوگوں کے جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے جن کو سختی اور تکلیف پہنچی۔

مجھے طلاق دیدو

چنانچہ صحابی اور صحابیہ اچھے انداز سے زندگی گزار رہے تھے، کچھ دنوں کے بعد کیا ہوا، شوہر نے رات میں پانی مانگا، تو بیوی لے کر آ گئی، اتنے میں صحابی کو نیند لگ گئی بعض مرتبہ ایسا ہوجاتا ہے؛ لیکن وہ پانی لے کر کھڑی رہی، جب آنکھ کھلی تو آنکھ کھلنے کے بعد دیکھا کہ پانی مانگے ہوئے گھنٹوں ہوگئے اور وہ کھڑی رہی، وہ انتہائی خوش ہوا کہ واقعی تم عجیب عورت ہو، اتنی مطیع وفرمانبرار اور حسین وجمیل تو جو بھی تعریفیں ہوسکتی تھیں وہ کیں، اور کہا کہ تم ابھی تک لیٹی نہیں، پانی پلانے کے انتظار میں کھڑی ہو، تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کی وجہ سے کھڑی رہی، تو شوہر نے خوش ہوکر یہ کہا کہ ٹھیک ہے تم نے مجھ کو خوش کردیا ہے، آج تم جو مانگو گی وہ میں دیدوں گا، بیوی نے کہا کہ پکی بات ہے؟ شوہر نے کہا ہاں پکی ہے کہ بس تم مجھے طلاق دیدو، کیا کہا؟ کہ طلاق دیدو، اب اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسک گئی، اس لیے کہ بیوی حسین وجمیل اور خوبصورت اور مطیع وفرمانبردار، اطاعت کا یہ عالم کہ اتنی دیر سے پانی لئے کھڑی رہی، اب وہ سوچنے پر مجبور، ایک پریشانی کی بات ہوگئی؟ کیا کیا جائے؟ چنانچہ جب معاملہ نے طول پکڑا تو عورت نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا ہے کہ جو مانگنا ہے مانگو، جب آپ نے وعدہ کیا ہے، بس مجھے تو طلاق دیدو، مجھ کو آزاد کردو، اب وہ پریشان، کہنے لگا کہ کیا تو مجھ سے ناراض ہے؟ یا تجھ کو کوئی تکلیف دیتا ہوں؟ یا کوئی خلاف شرع بات کرتا ہوں، کیا میں تمہارا کوئی حق ادا نہیں کرتا؟ عورت نے کہا کہ نہیں، پھر کیا بات ہے، بس مجھے تو آزادی چاہئے، جب تم نے کہا تھا تو وعدہ پورا کرو، تو شوہر نے کہا، اچھا چلو صبح تک ٹھہرو، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جائیں گے اور وہاں اپنا

مقدمہ پیش کریں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی فیصلہ کریں گے، اس کو مان لیں گے، خیر صبح ہونے کے بعد پھر عورت نے جلدی کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اور مجھے آزاد کرو، وہ گھر سے چل دیۓ اور جیسے ہی گھر سے نکل کر چلے، شوہر کو راستہ میں ذرا سی ٹھوکر لگی، ٹھوکر لگ کر گر گئے، تو پیر میں چوٹ لگ گئی اور خون نکلنے لگا، تو اس عورت نے جلدی سے کپڑا لیا اور اس کو صاف کیا اور صاف کر کے کہنے لگی کہ اچھا چلو بس گھر، اب میں طلاق نہیں لیتی، اب شوہر پریشان کہ رات تو تمہارا اس قدر اصرار تھا کہ طلاق دو، طلاق دو، اور اب یہ کہہ رہی ہے کہ گھر چلو، بات بتلاؤ؟ آخر کیا بات ہے؟۔

اللہ سے تم کو محبت نہیں

عورت نے کہا بات دراصل یہ ہے کہ مجھ کو یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ تم نماز بھی پڑھتے ہو، روزہ بھی رکھتے ہو، زکوۃ بھی دیتے ہو اور سب کچھ کرتے ہو؛ لیکن اللہ سے تمہیں محبت نہیں ہے، اس لیے کہ اگر اللہ سے تمہیں محبت ہوتی، آج تک ہمارے گھر میں کوئی دقت نہیں آئی، کوئی تکلیف نہیں آئی، کوئی پریشانی نہیں آئی، کوئی مصیبت نہیں آئی، تو میں نے یہ سمجھا کہ یہ سب تمہارا دکھاوا ہے، اللہ کو تم سے محبت نہیں اور تم کو اللہ سے محبت نہیں، تو جس آدمی کو اللہ سے محبت نہ ہو، اس کے ساتھ رہنے میں کیا فائدہ، اسی لیے میں طلاق مانگ رہی تھی کیونکہ اگر آپ کو اللہ سے محبت ہوتی تو کم از کم کچھ نہ کچھ پریشانی تو آتی، میں جب سے یہاں رہ رہی ہوں، آرام سے ہوں، کوئی دقت نہیں، کوئی پریشانی نہیں، پھر جب ہم گھر سے نکلے اور تمہارے ٹھوکر لگی اور خون نکلا، تب میں سمجھی کہ نہیں اللہ سے محبت ہے، اللہ نے آزمائش میں ڈالا ہے، لہٰذا اللہ سے آپ کو محبت ہے، تو میں نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا، دوستو! اگر اللہ سے محبت کرو گے، تو مصیبتیں آئیں گی، پریشانیاں آئیں گی، کیونکہ اللہ اپنے نیک بندوں کو آزماتا ہے، جو قریب ہوتا ہے اسی کو تو آزمایا جاتا ہے۔

مقربین کی آزمائش

محمود غزنوی مشہور بادشاہ تھا، اس کا ایک غلام ''ایاز'' تھا، جس کے متعلق علامہ اقبال کا یہ شعر بھی ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ایاز سے پارلیمنٹ کے سارے کرمچاری اور سارے عہدے داران حسد کرتے تھے، کہ بادشاہ اسی کو پسند کرتا ہے، اسی کو چاہتا ہے، پتہ نہیں اس کو کیوں چاہتا ہے؟ تو اس نے بھی ایک لطیفہ ایسے ہی بنایا، سونے کا ایک بہت قیمتی پیالہ تھا، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کتنا قیمتی ہوگا، تو اس نے جتنے وزراء تھے سب کو بلایا، اور سب کو کہا کہ یہ پیالہ توڑ دو، سب حیران وششدر، کہ اتنا قیمتی پیالہ کیسے توڑا جاسکتا ہے؟ سب پریشان کہ بادشاہ سلامت! ہم توڑ نہیں سکتے، تو ایاز کو کہا کہ ایاز پیالہ توڑ دو، تو اس نے اٹھایا اور فوراً توڑ دیا، اب جتنے وزراء تھے، وہ اسے کہنے لگے، نالائق، بیوقوف، آج تو اس کے پتہ گول ہوجائیں گے، اتنا قیمتی پیالہ توڑ دیا، عذر کردینا چاہئے تھا، آج پھنسا یہ، تو بادشاہ نے کہا کہ ارے نالائق کمبخت کیسے تم نے یہ توڑ دیا، ان سب نے نہیں توڑا، خوب ڈانٹا اس کو، تو اس نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت! آپ کا حکم تھا، غلطی میرے سے ہوگئی، آپ کے حکم کی تعمیل میں میں نے یہ کیا ہے، نافرمانی آپ کی مجھ سے نہیں ہوسکتی تھی، بادشاہ نے سب کو کہا کہ دیکھو، اس سے محبت اس لیے کرتا ہوں، بات میری مانی ہے اور غلطی کا اقرار خود کررہا ہے، تو آزمایا اس کو جاتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے، جس سے محبت نہیں ہوتی اس کو آزمایا نہیں جاتا، تو اگر اللہ سے حقیقی محبت ہوگی تو گھر میں تنگی نہیں آئے گی، مزے ہی آئیں گے، مستی ہی آئے گی؛ لیکن اللہ کبھی آزماتا بھی ہے، ہم لوگ مایوس ہوجاتے ہیں، اگر تھوڑی سی تکلیف ہوجائے تو مایوس ہوجاتے ہیں، اللہ ہمیں اٹھالے بس، اللہ ہم برداشت نہیں کرسکتے، اللہ اس کو نہیں آزماتا جو اس کا نافرمان ہوتا ہے: ''فَمَهِّلِ

اَلْکَافِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا" (۱) تو اگر اللہ سے محبت ہے، اللہ سے تعلق ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ آزمائے گا۔

اللہ کی محبت کے بعد ساری چیزیں ہیچ

قرآن کریم کے اندر سورہ مجادلہ میں ایک آیت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لَاتَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَلَوْ کَانَ اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْعَشِیْرَتَهُمْ اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ" (۲)

آپ نہیں پاؤ گے ایسی قوم کو جو ایمان رکھتی ہے، اللہ پر اور آخری دن پر کہ وہ دوستی رکھتے ہوں، ان سے جو اللہ ورسول کے مخالف ہوں، اگرچہ ان کے باپ دادا یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان ہی کیوں نہ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے، اور اپنی طرف سے روح کے ذریعہ ان کی تائید کی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں، امیر المؤمنین ہیں، بعض مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ باپ مسلمان ہوگیا، بیٹا مسلمان نہیں ہوا، بیٹا مسلمان ہوگیا، باپ مسلمان نہیں ہوا، تو غزوۂ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے مسلمان نہیں ہوئے تھے، مخالفین ومشرکین کے ساتھ جنگ ہوئی، جس میں وہ شریک تھے، بعد میں جب حضرت ابوبکر کے بیٹے اسلام لے آئے، تو گھر میں ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے، تو کہنے لگے کہ ابا جان! غزوہ بدر میں جب آپ کی اور ہماری جنگ ہوئی تو آپ میرے سامنے آگئے تھے، اگر میں حملہ کرتا تو آپ بچ نہیں سکتے تھے؛ لیکن میں نے یہ سوچا کہ میرے ابا ہیں، میں نے حملہ نہیں کیا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ خدا کی قسم اگر تو

(۱) سورۂ طارق آیت ۱۷ (۲) سورۂ مجادلہ آیت ۲۲

میرے سامنے آجاتا تو میری تلوار سے اور میرے حملہ سے بچ نہیں سکتا تھا، محبت ہے تو ایمان کی اور اگر ایمان نہیں تو کچھ نہیں، انہوں نے یہ ثابت کر کے دکھلا دیا، کہ ایمان ہے تو سب کچھ ہے، ایمان نہیں تو کچھ نہیں۔

ایمان سب سے بڑی چیز ہے

ایمان نہیں تو بھائی بھی بھائی نہیں، شوہر بھی شوہر نہیں، بیوی بھی بیوی نہیں، بیٹا بھی بیٹا نہیں، باپ بھی باپ نہیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جو ابوسفیان کی بیٹی تھیں، ابوسفیان ایمان لانے سے پہلے مدینہ آیا، تو چونکہ ابوسفیان کی بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں تھیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں، تو اس نے سوچا کہ مدینہ آیا ہوا ہوں، تو بیٹی سے بھی مل کر جاؤں، تو ابوسفیان نے کنڈی کھٹکھٹائی، گھر میں آیا، آکر بیٹی سے سلام کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ابوسفیان کی بیٹی نے فوراً بستر اکٹھا کر دیا، ابوسفیان کو عجیب سا لگا کہ بیٹی کیا بات؟ میں اس لائق نہیں؟ کہنے لگیں کہ نہیں، یہ میرے آقا کا بستر ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ میرے باپ ہیں؛ لیکن کافر ہیں، مشرک ہیں، مشرک ناپاک ہیں، میرے آقا کے بستر پر آپ نہیں بیٹھ سکتے، وہاں محبت تھی تو ایمان کی اور محبت نہیں تھی تو بے ایمان کی، نمونے پیش کر کے دکھلا دیئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے، قرآن کہہ رہا ہے: "لا تجدقوماً یومنون باللّٰہ والیوم الآخر" ایمان ہے تو سب کچھ، اور ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں، بیٹی باپ کی نہیں، اور باپ بیٹی کا نہیں، باپ کا بیٹا نہیں اور بیٹے کا باپ نہیں، بیوی کا شوہر نہیں، ایمان نہیں تو کوئی رشتہ نہیں، سب کچھ ہے تو ایمان کی بنا پر ہے۔

اللہ اپنے بندے سے بہت محبت کرتا ہے

اگر ہمارا اللہ سے تعلق قائم ہو جائے، اللہ سے محبت ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ بھی ہم سے محبت کرتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث قدسی کے اندر ارشاد فرمایا ہے:

"اِذَاتَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعاً، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعاً، وَاِذَا اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً"۔(۱)

"یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جب بندہ میری طرف ایک بالشت چلتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ چلتا ہوں، اور جب بندہ میری طرف ایک ہاتھ چلتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ چلتا ہوں اور جب وہ میری طرف آہستہ سے چلتا ہے، تو میں اس کی طرف لپک کر چلتا ہوں"

اور ایک جگہ یہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کہ پھر میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ چھوتا ہے، پھر اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے" کیا بات ہے یہ؟ جب اللہ سے ہمیں محبت ہو جاوے گی تو جو دعا ہم زبان سے نکالیں گے، اللہ ہماری دعا قبول کرے گا، جو ہم کرنا چاہیں گے، اللہ کہہ رہا ہے کہ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، کوئی کام کرنا چاہیں گے تو اللہ ہماری مدد کرے گا، کہیں جانا چاہیں گے تو اللہ ہمارے پیروں میں طاقت دیدے گا، اور کوئی چیز ہم اللہ سے مانگیں گے، تو اللہ ہم کو وہ عطا فرما دیں گے، اور ہم تھوڑا سا اللہ کی طرف چلیں گے تو اللہ لپک کر ہماری طرف آئے گا، ہم تھوڑے سے بڑھیں گے، تو اللہ تعالیٰ ہماری طرف زیادہ بڑھے گا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی کے اندر ارشاد فرمایا کہ ساری چیزیں اللہ کی محبت کے ساتھ موجود ہیں، اللہ سے محبت ہے تو سب کچھ ہے۔

جب اللہ سے محبت ہو جائے گی تو مزہ آئے گا

میرے دوستو! ہمیں کوشش کرنی ہے کہ اس خالق کائنات کی محبت ہمیں حاصل ہو جائے، جس نے سارے نظام کو بنایا ہے، اور اس کی محبت حاصل ہونے کے بعد پھر ہم کو سب کچھ مل سکتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں تو سب کچھ ہو کے بھی ہمارا نہیں ہے، پھر نہ گھر ہمارا، نہ یہ مکان ہمارا اور نہ یہ زندگی ہماری اور نہ یہ جسم ہمارا، کوئی چیز ہماری نہیں، اس لیئے ہمیں کوشش کرنی ہے کہ ہمیں اللہ کی محبت حاصل ہو جائے، اور جب اللہ سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ کے ذکر میں

(۱) بخاری شریف

بھی مزہ آئے گا لطف آئے گا، ہم نے دنیا کا نظام دیکھا ہے، کسی سے کسی کو عشق ہو جائے، کسی سے کسی کو محبت ہو جائے، تو جگہ جگہ اس کا نام لیتا ہے، اگر کسی آدمی کو کسی سے محبت ہو جائے، تو ہر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہے، دیکھو ہمارا دوست ایسا ہے، یار ہم ایسے تھے، ہم ایسے رہتے تھے، اگر کسی شخص کو اپنی بیوی سے محبت ہو جائے تو ہر موقع پر وہ اس کا ذکر کرتا ہے کہ میری بیوی ایسا کھانا بناتی ہے، میری بیوی ایسا کام کرتی ہے، غرض یہ کہ جس کا تعلق جس سے ہو جاتا ہے، تو اس کا ذکر کسی نہ کسی بہانے سے کرتا ہے، اگر ہماری اللہ تبارک وتعالی سے حقیقی محبت ہو جائے تو ہم ہر جگہ اللہ کو یاد کریں گے، ہر جگہ اللہ کا ذکر کریں گے، رات کی تاریکی کے اندر بھی اللہ کو یاد رکھیں گے، تنہائی کے اندر بھی اللہ کو یاد رکھیں گے، بازار کے اندر بھی اللہ کو یاد رکھیں گے، اور گھر کے اندر بھی، بال بچوں کے درمیان بھی اللہ کو یاد رکھیں گے۔

اللہ کی اگر حقیقی محبت حاصل ہو جائے

آج بھی دنیا میں جو اللہ کے نیک بندے ہیں، جنھوں نے رات دن اللہ کو راضی کرنے میں لگایا، محنت کی، شب بیداری کی، اللہ کو خوش کیا ہے، اب وہ اللہ والے بن گئے ہیں، چمک گئے ہیں، دنیا ان کے قدموں پر ہے، وہ دنیا سے بھاگ رہے ہیں، دنیا ان کے پیچھے بھاگتی ہے، مجمع ان کے پیچھے رہتا ہے، وہ تنہائی چاہتے ہیں، لوگ پھر ان کے پاس آتے ہیں، کہتے ہیں کہ حضرت دعا کر دو، حضرت ہمارا یہ معاملہ حل ہو جائے، ان کو دنیا سے نفرت ہوتی ہے، لوگ ان کو پیسے دیکر جاتے ہیں یہ لو حضرت ہدیہ قبول کر لو، وہ کہتے ہیں، مجھے ضرورت نہیں، لو بھائی، غریب کو دیدو، فلاں کو دیدو، ایسے واقعات اب بھی موجود ہیں اور ہم دنیا کے پیچھے بھاگتے ہیں، دنیا ہم سے آگے بھاگتی ہے، تو معاملہ الٹا ہے، اگر اللہ سے ہمیں حقیقی محبت ہو جائے، محبت الٰہی ہم کو حاصل ہو جائے تو ساری دنیا ہماری ہے، اسی لئے کسی نے کہا ہے کہ:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اور اس کی دو مثالیں ہم نے آپ کو دی ہے، مرد کی بھی سنا دی اور عورت کی بھی سنا دی، اور ہم لوگ مرد ہیں اور اگر اس طرح سے کوشش کریں اور اس طرح سے اللہ کی محبت حاصل کریں تو سارا نظام ہمارا ہوگا، ساری چیزیں ہماری ہوں گی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کو اللہ تبارک وتعالی سے حقیقی محبت حاصل تھی، اور اس عورت کی میں نے آپ کو مثال دی کہ اس کو اپنے شوہر سے طلاق لینے کی نوبت کیوں آ گئی؟ وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ اس مرد کو اللہ تعالی سے محبت نہیں اور اللہ کو اس سے محبت نہیں، اگر محبت ہوتی تو آزمائش آتی، آزمائش نہیں ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اس سے ناراض ہے، اور یہ اللہ سے تعلق نہیں رکھتا، ایسے شوہر کے ساتھ میں رہنا نہیں چاہتی، ان لوگوں کا یہ نظریہ تھا۔

صحابہ کے اوصاف

صحابہ کرام کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

"اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ"(۱)

یہ ایسی نیک ہستیاں ہیں، یہ تو ایسے اللہ کے بندے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا کی سلطنتیں دیدیں، دنیا کی حکومتیں دیدیں، دنیا کا سارا ساز وسامان دیدیں تو بھی یہ اللہ کے احکام کو مانیں، تو بھی یہ نمازوں کو قائم کریں، تو بھی یہ اچھائیو کا حکم کریں، تو بھی یہ برائیوں سے لوگوں کو روکا کریں، تب بھی یہ دین کا ڈنکا بجائیں، تب بھی یہ اللہ کی وحدانیت کے گن گائیں۔

اللہ تعالی قرآن کریم کے اندر ہدایت فرماتا ہے: "فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ" (۲) اللہ کہتا ہے مجھ کو یاد کرو میں ہر جگہ تم کو یاد کروں گا، اگر ہم اللہ تبارک وتعالی کا ذکر اس مجلس میں کریں گے، تو اللہ ہمارا ذکر فرشتوں کی مجلس میں کرینگے، اگر ہم اللہ سے محبت کا اظہار یہاں دس آدمیوں

(۱) سورۂ حج آیت ۴۱ (۲) سورۂ بقرہ آیت ۱۵۲

میں بیٹھ کر کرینگے، تو اللہ تبارک وتعالی وہاں ہزاروں فرشتوں کے درمیان ہماری محبت کا اظہار کریں گے۔

ایک باندی کا اللہ سے محبت کا واقعہ

جب کسی کو اللہ تعالی سے حقیقی محبت ہو جاتی ہے، تو اس کے ناز ونخرے بھی بڑھ جاتے ہیں، جس سے جس کو جتنا تعلق ہوتا ہے اتنا ہی ناز ونخرے بھی ہوتے ہیں، پہلے زمانہ میں غلام اور باندیاں ہوتی تھیں، تو ایک باندی جو بہت کمزور تھی، دن بھر اپنے مالک کی خدمت کرتی تھی، رات میں جب سونے کا وقت آتا تو اپنے مالک کی خدمت کرتی، خدمت کے بعد کہتی کہ کوئی اور خدمت میرے لائق، تو وہ کہتا کہ جاؤ آرام کرو، تو وہ جاتی اپنے کمرہ میں وضو کرتی اور مصلّٰی بچھاتی اور نماز پڑھنے لگتی، پوری رات نماز میں مشغول رہتی، ایک مرتبہ جب تہجد کا وقت ہوا، تو اس کا مالک اٹھا اور کھڑکی سے جھانک کر دیکھا، تو اس کو مصلّٰی پر بیٹھی ہوئی پایا اور وہ یہ دعا کر رہی تھی، یا اللہ تجھ کو میری محبت کی قسم، اے اللہ تجھ کو میری محبت کی قسم، ایسا کرنا ہے، تجھ کو میری محبت کی قسم، وہاں نخرے تھے، ناز تھا، اس لیے وہ ایسے کہہ رہی تھی، کہ اے اللہ! تجھے میری محبت کی قسم، یعنی اے اللہ تجھے مجھ سے محبت ہے، اور اللہ کو مجھ سے محبت کب ہوگی، جب میں اس سے محبت کرتا ہوں گا، تب ہی تو ہوگی، تو وہ نخرے کی بات کر رہی تھی، تو اس کے مالک کو عجیب سا لگا، اس نے کہا ایسے مت کہو، یہ ظاہری حساب سے سوچ رہا تھا کہ ایسی گستاخی مت کر بلکہ یوں کہو کہ اے اللہ مجھے تیری محبت کی قسم، تو اس کو غصہ آ گیا کہ نہیں، نہیں ایسا کیوں نہیں، تو وہ نخرے کی بات کر رہی تھی، اللہ کو مجھ سے محبت ہے تب ہی تو ایسی بات کر رہی ہوں، تو جب اللہ تعالی سے حقیقی محبت ہو جاتی ہے تو بندہ اللہ کے ساتھ نخرے بھی کرتا ہے۔

آج جنت کو جلا دوں گی اور جہنم کو بجھا دوں گی

رابعہ بصریہ ایک اللہ والی مشہور عورت گزری ہے، ایک دن اس نے اپنے ایک ہاتھ میں

پانی لیا اور ایک ہاتھ میں آگ لی، اور کہنے لگی کہ جہنم کی آگ کو بجھانے جارہی ہوں، اور آگ سے جنت کو جلانے جارہی ہوں، کیونکہ لوگ جنت اور دوزخ کے لیے عبادت کرتے ہیں، یہ کیسی عبادت ہے، یہ بہت اونچی بات تھی، بہت اونچی، ہمارے لیے تو یہی ہوجائے کہ ہم جنت کے لالچ ہی میں عبادت کرلیں، جنت کے لالچ میں ہی اللہ سے محبت کرلیں، یہ بھی عین عبادت ہے، یہ بھی قرآن کی تعلیم ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں: "وَاللّٰهُ يَدْعُوا إِلَى دَارِ السَّلَامِ" (۱) اللہ تمہیں سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے، یہ بھی عبادت ہے، اگر ہم جنت کے لالچ میں عبادت کریں تو یہ بھی اللہ ہی کا منشاء ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضہ ہے، وہ تو بہت اونچی بات ہے کہ اگر محبت کرو تو کوئی لالچ نہ ہو، ہم لوگوں کا ایمان اتنا کہاں؟ اگر ہو تو بڑی اچھی بات ہے، بغیر لالچ کے کوئی کام کرے، ہم تو ہر چیز کا ریٹ متعین کرتے ہیں، نفل پڑھیں گے، اللہ میاں کتنا ثواب دے گا، روزہ رکھیں گے کتنا اجر دے گا، صدقہ کریں گے تو کتنا دے گا، ہم لوگوں کا تو حال یہ ہے، لیکن اگر کوئی بغیر لالچ کے کرے بہت اونچی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو ایسی ہی محبت عطا فرمائے۔

عشق میں مزہ بہت آتا ہے

اصل میں جب طبیعتوں کا مزاج بن جاتا ہے، جب کسی سے محبت ہوجاتی ہے، تو وہ چیز اس کو بھلی لگتی ہے، اگر کسی سے کسی کو عشق ہوجاتا ہے تو وہ اس کی گلیوں کا چکر لگاتا ہے، آپ نے لیلیٰ مجنوں کے واقعات سنے ہونگے، لیلیٰ ایک کالی عورت تھی اور ایسی بھونڈی عورت تھی کہ دیکھتے ہی نفرت ہوتی تھی؛ لیکن مجنوں اس پر عاشق تھا، وہ مجنوں اس کا ذکر کرتا تھا، اس کو اس سے اتنا عشق تھا کہ اس کے واقعات تاریخ میں بھرے پڑے ہیں، ایک مرتبہ مجنوں ریت پر لیلیٰ کا نام لکھ رہا تھا، اور اسی سے کھیل رہا تھا، جیسے بچے کھیلتے ہیں، کوئی گزرنے والا گزرا اور کہا

(۱) سورۂ یونس آیت ۲۵

کہ بھائی کیا کررہا ہے اس ریت میں، تو اس نے کہا کہ لیلیٰ کے نام کی مشق کررہا ہوں، اس کو لیلیٰ کے نام کے لکھنے میں مزہ آرہا تھا، تو ایسا اس کو عشق تھا۔

تمہارے پاس مجنوں والی آنکھ نہیں ہے

ایک بادشاہ کو شوق ہوگیا کہ لیلیٰ بہت خوبصورت ہوگی، اس لیے اس کو دیکھا جائے، چنانچہ اس نے اس کو طلب کیا، اس کو بلایا اور اس کو دیکھا تو وہ تو کالی کلوٹی اور بھونڈی عورت تھی، کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں اور لوگ اس کے چکر میں اور لیلیٰ کے عشق میں پڑے ہیں، کیا یہی لیلیٰ ہے، تو اس عورت نے جواب دیا کہ میں ہی لیلیٰ ہوں؛ لیکن آپ کے پاس مجنوں والی آنکھیں نہیں، اگر مجنوں والی آنکھیں تمہارے پاس ہوتیں تو تم بھی پاگل ہوجاتے۔

پاگل کا مطلب یہی ہے کہ اس کے ذکر میں، اس کی مجلس میں، اس کے پاس بیٹھنے میں، مزہ آئے گا، اور ہمیشہ اس سے تعلق ہوجائے گا، ہم لوگ جو کہتے ہیں کہ کھانا یہاں کھاتا ہے اور پانی وہاں پیتا ہے، کیوں؟ وہ تعلق کی بنا پر کہتے ہیں، جب کسی سے تعلق ہوجاتا ہے تو اس میں مزہ آتا ہے، اگر خدا تعالی سے حقیقی محبت اور تعلق حاصل ہوجاوے، تو اس کا دل ہر وقت مسجد میں لگے گا، اس کا جی ہر وقت ذکر میں لگے گا، اس کا جی ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت میں لگے گا، اس کا جی ہر وقت نیک کاموں میں لگے گا، پھر زندگی پر لطف ہوجائیگی، سکون واطمینان نصیب ہوجائے گا، اللہ تعالی ہم سب کو اپنی حقیقی محبت اور اپنی معرفت نصیب فرمادے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت رسول اور اس کے اثرات

جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا

دینی بھائیو اور نوجوانو! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم اللہ سے محبت کرنے والے بن جائیں، کیونکہ اللہ کی محبت ایک ایسی چیز اور ایک ایسا جوہر ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے خالق و مالک سے سب کچھ حاصل کرسکتا ہے، اگر انسان کو اس سے حقیقی محبت حاصل ہو جائے، تو سب کچھ اسی کا ہے، سچ ہے "مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ" جو اللہ کا ہو گیا تو اللہ اس کا ہو گیا۔

نبی کی محبت کے بغیر ایمان مکمل ہو نہیں سکتا

لیکن اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت کریں؛ کیونکہ اصل کامیابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و تعلق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے میں ہے، اس لیے

خدا کا ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا
بجز حب نبی کامل ایماں ہو نہیں سکتا

کیونکہ انسان صرف اللہ کی محبت، اللہ کی وحدانیت کا یقین رکھنے سے اور صرف اللہ کو ماننے سے مسلمان نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اس وقت دنیا میں جتنی بھی قومیں آباد ہیں، جتنے بھی افراد اور جتنے بھی انسان ہیں، وہ سب اللہ کا اقرار کرتے ہیں، سوائے دہریوں کے، وہ کسی کو نہیں مانتے، اللہ کا تصور ان کے یہاں نہیں، باقی جتنی بھی قومیں ہیں، وہ سب مانتی ہیں کہ کوئی

نہ کوئی پالنہار ہے، کوئی نہ کوئی اس سنسار کا بنانے والا اور اس دنیا کا چلانے والا ہے۔

دلوں کی دھڑکن کی تحقیق

سائنسدانوں نے جب ہمارے دلوں کی دھڑکن کی تحقیق کی یعنی جو ہمارے دلوں سے دھک دھک کی آواز آتی ہے، جس کو ہر آدمی محسوس کرتا ہے، جب اس کی مشین کے ذریعہ سے جانچ کی گئی، اس کو پھیلا کر بڑا کیا گیا، جیسا کہ مشین کے ذریعہ سے فوٹو کاپی چھوٹی اور بڑی کی جاتی ہے اور لوڈ سپیکر کی آواز کم اور زیادہ کی جاتی ہے، اسی طرح دل کے دھڑکنے کی آواز کو جب مشین کے ذریعہ سے پھیلایا گیا، اور بڑا کیا گیا، تو معلوم ہوا کہ یہ آواز اللہ اللہ کی ہے، اور یہ آواز ہر انسان کے دل سے آتی ہے، دنیا کے اندر جتنی بھی مخلوقات ہیں، چاہے جانور ہوں یا انسان، چاہے وہ چرند و پرند ہوں یا جنگل کے چوپائے وغیرہ، کوئی بھی جانور ہو، سب کے دلوں کی دھڑکنے کی جو آواز ہے، جب اس آواز کو بڑا کیا گیا اور بغور اسے سنا گیا تو یہ دھک دھک کی آواز اللہ اللہ کی آواز معلوم ہوئی اور صاف سنی گئی۔

دل تو اللہ کا اقرار کر رہا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو مانو یا نہ مانو، مگر تمہارا دل تو مان رہا ہے، تم اپنی زبان سے اقرار کرو یا نہ کرو، اس کا کچھ بگڑنے والا نہیں، لیکن تمہارا دل جس پر تمہاری زندگی کی گاڑی چل رہی ہے اور تمہاری مشینری کا جو اہم پرزہ ہے، وہ تو مان ہی رہا ہے، انسان کی زندگی کی اہم چیز کیا ہے؟ دل ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً فَاِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَاوَهِیَ الْقَلْبُ" (۱) انسان کے جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ صحیح ہو جاوے تو پورے جسم کا نظام صحیح ہو جائے گا، اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جائے گا سن لو وہ دل ہے، یعنی اگر دل صحیح ہو جائے، تو انسان

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۰

کی پوری مشین صحیح ہوجائے گی، اور اگر دل گڑبڑ ہوجائے، تو انسان کا نظام درہم برہم ہوجائے گا، توجب دل کی یہ اہمیت اور پوزیشن ہے اور وہ اس بات کا اقرار کررہا ہے کہ کوئی ہے اس کائنات کا پیدا کرنے والا، اس کا بنانے والا، چاہے کوئی مانے یا نہ مانے، چاہے وہ دہریہ کمیونسٹ ہو، مگر اس کا دل تو کہہ رہا ہے اللہ اللہ!۔

اللہ تعالی سے محبت کیلئے رسول کی اتباع ضروری ہے

اللہ تبارک وتعالی کی فرمانبرداری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے، اس لیے اگر ہماری محبت رسول سے ہوگی، تو ہم کامیاب ہوں گے اور ہمارا دین اور ہمارا ایمان مکمل کہلائے گا، برخلاف اس کے کہ اگر ہم نے صرف خدا کو مانا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کی، اور آپ کی اطاعت نہ کی تو ہم ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔

محمد کی اطاعت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی اطاعت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا، قرآن کریم میں حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" (۱) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دم بھرتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ مجھے اللہ سے محبت ہے، تو تمہارا دعوی اس وقت تک جھوٹا ہے، تم اپنے دعوے میں اس وقت تک پکے نہیں ہو، جب تک کہ تم میری اتباع نہ کرلو، میری پیروی نہ کرلو، یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، تو جب اللہ کے رسول کی اتباع کرلو گے تو سمجھا جائے گا کہ تمہیں اللہ سے سچی محبت ہے۔

یہ تو جھوٹی محبت ہے

کوئی آدمی کسی سے محبت کا دعوی کرے، جیسا کہ ہمارے دوستوں میں سے بہت سے

(۱) سورۂ آل عمران آیت نمبر ۳۱

ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے فلاں سے محبت ہے، اور میری پکی دوستی ہے، ایک طرف تو پکی اور سچی محبت ودوستی کا دعوی کر رہا ہے مگر دوسری طرف ایک کپ چائے پلانے کو تیار نہیں ہے، تو بھلا آپ ہی بتاؤ؟ کیسے سمجھا جائے گا کہ اس کی محبت سچی ہے، یہ تو جھوٹی محبت ہے، اسی طرح محبت کا تو دعوی کر رہے ہیں مگر ایک روپیہ ادھار دینے کو تیار نہیں، یہ کیسی محبت؟ آپ ہی بتائیں، اگر کوئی آپ سے کہے کہ مجھے آپ سے بہت محبت ہے، اور ملاقات کے لیے آتا نہیں، تو آپ سمجھیں گے کہ وہ جھوٹا ہے اپنی محبت کے دعوے میں، واقعی اگر آپ اللہ سے سچی محبت کا دعوی کرتے ہو، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اور مکمل اتباع کرو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی آپ لوگوں کے لیے نمونہ ہے

اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم مجھ سے محبت کا دعوی کرتے ہو تو میرے رسول کی مانو، ان کی اتباع کرو، ان کی پیروی کرو، ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلو، ان کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرو اور جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع کریں اس سے رک جاؤ، ارشاد ربانی ہے "وَمَآ آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (۱) کہ جس چیز کا تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو اسے لے لو، اسے اختیار کرلو اور جس چیز سے روکیں اس سے باز آجاؤ، اسی طرح اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (۲) اللہ کے رسول کی زندگی میں تمہارے لیے اسوہ ہے، آئیڈیل (IDEAL) ہے، جب تم میرے رسول کی اتباع کروگے تو میں سمجھوں گا کہ تم کو مجھ سے محبت ہے۔

آدھا تیتر اور آدھا بٹیر

اس لیے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارے دلوں میں حضور کی محبت ہے یا نہیں، اگر رسول صلی

(۱) سورۂ حشر آیت نمبر ۷ (۲) سورۂ احزاب آیت نمبر ۲۱

اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت نہیں ہے، تو ہم نہ پکے مسلمان، نہ پکے مومن، ہمارا ایمان کچا ہے، آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والی بات ہے، فرق کیا ہے مسلمان اور غیر مسلموں میں؟ وہ بھی تو اللہ کو مانتے ہیں، کہتے ہیں کہ بھگوان ہے اور کوئی مہا شکتی ہے، بس وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتے، ان کو یقین نہیں ہے، اور اللہ تعالی فرما رہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو، ان کی اتباع و پیروی کرو، تو سمجھوں گا کہ تمہیں یقین ہے، تو جب اللہ کے رسول سے ہمیں محبت ہو جائے گی، اللہ کے رسول کی محبت کو ہم اپنے سینے کے اندر بٹھالیں گے، تو ہمیں محبوب کا ہر عمل پسندیدہ معلوم ہوگا، کیونکہ محبوب کا ہر عمل پسندیدہ ہوتا ہے، جیسا کہ آج کل کھیل کی دنیا میں کوئی کھلاڑی کوئی بنیان یا نیکر پہن لے، تو سب لوگ جو کھیل کی دنیا کو پسند کرتے ہیں، وہ وہی نیکر اور وہی کچھا پہنیں گے، کیونکہ ان کے کسی محبوب نے پہنا ہے، جو شرٹ یا کوئی خاص قسم کا انڈرویئر یا بنیان اس نے پسند کرلیا، تو لوگ بھی وہی استعمال کریں گے، اور آج کل (Advertise) ایڈورٹائز کا بھی یہ ایک طریقہ ہے کہ کوئی بڑا مشہور کھلاڑی ہوتا ہے، تو کمپنیاں اس کو اپنا کپڑا پہنا کر یا کوئی اور چیز دے کر اس سے ایڈورٹائز کرواتی ہیں، اس طرح وہ کمپنی مشہور ہو جاتی ہے، جیسا کہ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ ہندوستانی کھلاڑی مثلاً سہارا کمپنی کا کپڑا پہن کر کرکٹ کھیلتا ہے، تو یہ کس کا ایڈورٹائز ہو رہا ہے، یہ سہارا کمپنی کا ہو رہا ہے، کیونکہ کھلاڑی کبھی ساؤتھ افریقہ میں، کبھی زمباوے اور کبھی آسٹریلیا یا دوسری کسی غیر ملکی سرزمین پر کھیلتے ہیں، تو گویا کہ کھلاڑیوں کو دوگنا نفع ہو رہا ہے، یعنی ان کی کمائی دونوں طرف سے ہو رہی ہے، ایک تو انہیں کھیل کا پیسہ مل رہا ہے اور دوسرا ایڈورٹائز کا، تو جتنا کسی کمپنی کا ایڈورٹائز ہوگا، جتنی اس کی شہرت ہوگی، اتنا ہی اس کمپنی کا فائدہ ہوگا۔

محبوب کا ہر عمل پسندیدہ ہوتا ہے

چونکہ قاعدہ ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے تو اس کو اس کی ہر ادا، ہر چیز اچھی لگتی ہے، اور اس کو اختیار بھی کرتا ہے، تو جس کو جس کھلاڑی سے محبت ہوگی، وہ اس کھلاڑی کی شرٹ کی

طرح سے شرٹ خرید کر لائے گا، جس طرح وہ پہنتا ہے، اسی طرح وہ کپڑا پہنے گا، اور فخر سے کہے گا کہ فلاں کھلاڑی پہنتا ہے اور فلاں ہیرو ایسا کرتا ہے اور کمنٹری اس طرح سنیں گے گویا کہ پورا قلب اور ذہن و دماغ اسی میں رہتا ہے، یہ محبت کا تقاضہ ہے کہ اس کی محبت ہمارے دلوں میں ہے، تو اگر ہم اللہ کے رسول سے سچی محبت کرتے ہیں، تو ہم چاہیں گے کہ ہم اسی طرح چلیں، جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے، ویسے ہی کھانا کھائیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے، ویسے ہی ہم سوئیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے، ویسے ہی ہم غسل کریں جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے، ویسے ہی ہم زندگی گزاریں جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم گزارتے تھے، یعنی ہم اپنے قول میں، اپنے عمل میں، اپنے فعل میں، اپنی نجی زندگی میں، ویسے ہی ہوں جیسے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جیسے آپ سوتے تھے، کھاتے تھے اور کرتے تھے ویسے ہم بھی کریں گے، یہی محبت کا تقاضہ ہے۔

محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ بنادیتی ہے

ہمیں اگر کسی سے محبت ہے، تو بار بار اسی کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں، اسی کا ذکر بار بار ہوتا ہے، کوئی بھی بات ہو، کوئی بھی مسئلہ ہو اور کہیں بھی موقع ملے تو ہم اسی کا تذکرہ کرتے ہیں، اور کسی نہ کسی بہانے سے اس کا تذکرہ کرکے اس کا نام لیا جاتا ہے، اگر بیوی سے محبت ہے تو کہیں بھی جائے گا تو اسی کا تذکرہ کرے گا کہ میری بیوی بہت اچھا کھانا بناتی ہے، ایسے چلتی ہے، ایسے لگتی ہے، اتنی اچھی ہے، بہت مطیع و فرمانبردار ہے، کوئی بھی بات ہو، کوئی بھی موقع ہو، اسی کا تذکرہ کرے گا، اور اس کے ایک ایک عمل میں لذت محسوس کرے گا، جس کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے، تو ہر وقت اسی کے خیال میں مست رہتا ہے، اور سوچتا ہے کہ وہ ایسا کر رہا ہوگا، ویسا کر رہا ہوگا، لیکن اگر ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ویسے ہی محبت ہو جائے، تو کیا ہم اپنے حبیب کا ہر وقت ذکر نہیں کریں گے؟ کیا ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

ذکر نہیں ہوگا؟ بلا شبہ ہمارے گھر میں اور ہماری زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوگا، اگر ہم کھیت میں کام کر رہے ہوں یا بازار میں، ہر وقت آپ کا تذکرہ ہوگا، چاہے دوکان میں کام کریں یا دفتر میں بیٹھے ہوں، ہر موقع پر انہیں کا خیال رہے گا، اور اگر ہم مجمع میں ہوں تب بھی انہیں کا خیال رہے گا کہ ہمارے نبی ایسا کرتے تھے، ہم بھی ایسا ہی کریں، یہ ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور یہ ہے محبت کا تقاضہ، اور محبت کے بارے میں ہے کہ "حُبُّكَ الشَّيْءُ يُعْمِيْ وَيُصِمّ" یعنی محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے، اگر کسی سے آدمی کو محبت ہو جائے تو اس کے لیے مر مٹنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی، اور حقیقت میں انہوں نے محبت اور جانثاری کی ایسی مثالیں پیش کیں، جن کی نظیر پیش کرنے سے دنیا کی تاریخ قاصر ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انبیاء اور پیغمبروں کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا کے سب سے بڑے اور سب سے اچھے انسان تھے، ان کی محبت کا اندازا اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت یقین کرنے والے اور آپ پر ایمان لانے والے پہلے شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

محبت رسول میں گھر کا سارا مال قربان

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مال جمع کرنے کا حکم دیا کہ جس کے پاس جو بھی ہو وہ لے آئے، تو حضرت عمر فاروقؓ نے گھر کا آدھا مال لا کر پیش کر دیا، اور یہ خیال کیا کہ آج تو میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بازی لے جاؤں گا، اس کے بعد حضرت ابوبکر اپنا مال لے کر آئے، تو اللہ کے رسول صلی اللہ وسلم نے پوچھا کہ ابوبکر! گھر کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو

انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو گھر چھوڑ کر آیا ہوں، یعنی پورا کا پورا مال آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس ❁ صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

ابوقحافہ کا بیان ہے:

ابوقحافہ: ''اے اسماء! (بنت ابوبکر) میں سوچتا ہوں کہ ابوبکر اپنے ساتھ سارا مال و دولت لے جا کر کہیں تمہیں مصیبت میں نہ ڈال دے''۔

اسماء: ''داداجان ایسی کوئی بات نہیں ہے، ابا حضور ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں''۔

اسماء رضی اللہ عنہا گھر کے ایک کونے میں جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ مال و دولت رکھتے تھے، وہاں کچھ پتھر رکھ دیتی ہیں، اسے کپڑے سے ڈھکنے کے بعد دادا کا ہاتھ پکڑ کر کہتی ہے۔

اسماء: داداجان اس پر ہاتھ رکھئے-ابوقحافہ چونکہ نابینا تھے-ڈھیر پر ہاتھ رکھنے کے بعد اسے دولت سمجھتے ہوئے ابوقحافہ بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں اور ننھی اسماء سے کہتے ہیں۔

ابوقحافہ: ''اے اسماء! اگر ابوبکر اتنا سارا مال و دولت چھوڑ گیا ہے تو کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے، اس نے جو بھی کیا اچھا کیا، اس رقم سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوتی رہیں گی۔

اسماء: ''واللہ ابا جان نے ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے، ایسا کر کے تو میں نے بوڑھے اور نابینا دادا کو مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے'' یہ ہے محبت کا انداز اور یہ ہے جانثاری اور جان و مال کی قربانی۔

غارِ ثور میں حضورؐ کے ساتھ

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم ہوا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، تو جہاں پر آپ ٹھہرے وہ ایک غار تھا، جس کو ''غار ثور'' کہا جاتا ہے، چونکہ غار ثور غیر آباد جگہ تھی، وہاں پر سانپ، بچھو، کیڑے مکوڑوں کا خطرہ تھا، آپ کہیں بھی غیر آباد اور نئی جگہ پر جائیں گے، تو آپ خطرہ محسوس کریں گے، کیونکہ عام

طور پر غار کے اندر سوراخ وغیرہ ہوتے ہیں، توجب آپ نے غار ثور کے اندر پڑاوڈالا، غار میں بہت سے سوراخ تھے، اس لیے غار کو جلدی جلدی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صاف کیا، اور سوراخوں کو بند کیا، مگر پھر بھی ایک سوراخ باقی رہ گیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے زانو پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور سوگئے، حضرت ابوبکر نے سوراخ پر اپنے پیر کے انگوٹھے کو رکھ دیا کہ کہیں کوئی موذی جانور نہ نکل جائے اور آپ کو تکلیف پہنچائے، تھوڑی دیر کے بعد اس سوراخ سے ایک سانپ نے حضرت ابوبکر کو ڈس لیا، یعنی اس انگوٹھے پر کاٹ لیا، چونکہ وہ زہریلا سانپ تھا، اس لیے اپنا اثر بھی دکھایا، مگر قربان جایئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ ذرہ برابر آپ نے حرکت نہیں کی کہ کہیں میرے محبوب کی نیند خراب نہ ہوجائے، سانپ کے کاٹنے سے آدمی نہیں مرتا بلکہ وہ تو اس کے خوف اور دہشت سے مرتا ہے، مگر حضرت ابوبکر صدیق نے سانپ کے کاٹنے اور تکلیف کے باوجود اپنے جسم کو نہیں ہلایا کہ کہیں میرے محبوب کی نیند میں خلل نہ پڑ جائے، یہ ہے محبت اور محبت کی انتہا۔

محبت میں تکلیف کو برداشت کرنا

تکلیف کی وجہ سے حضرت ابوبکر کے آنسو چہرہ انور پر گر گئے، توجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اور حضرت ابوبکر کے چہرے پر بے چینی محسوس کی، تو پوچھا کہ اے ابوبکر! کیا ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا یارسول اللہ! سانپ نے کاٹ لیا، اور میں نے اس لیے نہیں بتایا اور نہ حرکت کی کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو، اور نیند میں خلل پڑے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دکھاؤ کہاں پر کاٹا ہے، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا، فوراً شفا ہوگئی، یہ نبی کا تھوک تھا، نبی کے تھوک میں بھی شفا تھی، اس لیے فوراً راحت وآرام ہوگیا، یہ ہے محبت کا انداز، جب محبت ہوجاتی ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے، ماں کو چونکہ بچے کی محبت ہوتی ہے اس لیے آپ خود دیکھتے ہوں گے کہ ماں کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرتی ہے، نہ جاڑے کی فکر، نہ گرمی کی پرواہ، حتی کہ اپنی نیند بھی خراب کرتی ہے

اور اپنے جگر کے ٹکڑے کے لیے معلوم نہیں کتنی تکلیفیں اور مشقتیں اٹھاتی ہے، اس کو چوٹ لگ جائے تو پریشان ہو جاتی ہے، اس کے کپڑے میلے یا گیلے ہو جائیں تو ان کو بدلتی ہے، تو یہ کیا ہے؟ یہ محبت کی علامت ہے، اسی طریقے سے حضرت ابوبکر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت تھی کہ حضور کا ذکر آتے ہی وجد میں آجاتے، ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ میں گشت کر رہے تھے، تو گشت کے دوران ایک بوڑھی عورت کی آواز ان کے کانوں میں آئی، تو اس کو غور سے سننے لگے، بوڑھی عورت حضور کی شان میں شعر پڑھ رہی تھی، تو آپ اطمینان کیساتھ بیٹھ کر سننے لگے کہ میرے حبیب کا ذکر ہو رہا ہے، میرے محبوب کا تذکرہ ہو رہا ہے، ان کو بہت مزہ آیا، وہ ان کی یاد میں تڑپ اٹھے اور اندر جا کر پھر اس بوڑھیا سے فرمائش کی کہ پھر وہی اشعار سنائیں، جو آپ کچھ دیر پہلے پڑھ رہی تھیں، چنانچہ انہوں نے پھر سنائے، حضرت عمرؓ پھر لطف اندوز ہوئے، وہ اشعار یہ ہیں: ؎

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلوٰۃَ الْاَبْرَار　　صَلّٰی عَلَیْهِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارِ

قَدْ کَانَ قَوْماً بَکیٰ بِالْاَسْحَار　　یَالَیْتَ شَعْرِیْ وَالْمَنَایَا اَطْوَارِ

هَلْ تَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِیْ الدَّارِ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیک اور اچھے لوگ درود پڑھ رہے ہیں، وہ راتوں کو جاگنے والے اور سحر کے وقت روزہ رکھنے والے تھے، موت تو آنی ہی ہے، کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد مجھے محبوب کا وصل نصیب ہوگا۔

حضرت عمر کافی دیر تک وہیں زمین پر بیٹھے رہے اور اتنے غمگین ہوئے کہ کئی دن تک بیمار رہے، یہ ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ حضرت عثمان غنی کے گھر جارہے تھے، تو حضرت عثمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم گننے لگے کہ میرے گھر تک کتنے قدم پڑ رہے ہیں، صحابہ کرامؓ نے دیکھ لیا اور حضور سے بتادیا، تو آپ نے پوچھا اے عثمان! یہ کیا کر رہے ہو؟ تو حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ میں آپ کے قدم مبارک کے نشانات شمار کر رہا ہوں کہ میرے گھر تک حضور کے کتنے قدم ہوتے ہیں، جتنے قدم ہوں گے، اتنے ہی غلام آزاد کروں گا، اگر آپ کے پچاس قدم ہیں تو پچاس غلام آزاد کروں گا، آزاد کرنے کا مطلب یعنی جوان کے دام ہیں، ان کو خرید کر ان کی قیمت ادا کر دوں گا، اور اس زمانے میں غلام ہوتے تھے اور ان کی قیمت درہم اور دینار ہوتی تھی یعنی آج کی قیمت میں لاکھوں روپیہ، یہ کیا چیز کہلوا رہی ہے محبت، جب محبت ہوجاتی ہے تو ایسا ہی جذبہ انسان کے اندر پیدا ہوجاتا ہے، ترتیب وار میں اس لیے بتارہا ہوں کہ تھوڑی تھوڑی بات چند جلیل القدر صحابہ کے بارے میں ہوجاوے تاکہ ہمارے دلوں میں بھی محبت کی کوئی چنگاری جل جائے اور ہمیں بھی اس کے نتیجے میں محبت نبی کا کچھ نہ کچھ ذرہ حاصل ہوجائے اور ہماری آخرت سنور جائے اور ہم بھی اپنی محبت کے دعویٰ میں کچھ کامیاب ہوجائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول کی صحیح اور حقیقی محبت عطا فرمائے، آمین۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت

حضرت علیؓ نوجوانوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے اور حضورؐ کے چچا کے لڑکے تھے، بچپن سے آپ کی خدمت میں رہے، اور بعد میں آپ کے داماد بھی ہوگئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑ کر مدینہ جانے کا حکم ہوا (یعنی ہجرت کا) تو اس رات اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لٹایا، حالانکہ وہ خطرہ کی رات تھی، اس رات میں کفار اور مشرکین مکہ

آپ پر حملہ کرنے والے تھے، اور مکہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے، کیونکہ سارے لوگ یہ جانتے تھے کہ آپ امین اور صادق ہیں، اگر کسی نے دس روپیہ رکھ دیا، تو چاہے دس مہینہ کے بعد، یا دس سال کے بعد لے تو دس کے دس پورے وہی نوٹ ملتے تھے، اس میں ذرہ برابر گڑ بڑی نہیں ہوتی تھی، چاہے وہ چاندی کا زیور یا سونے کا گہنہ کیوں نہ ہوتا، جو امانت رکھتے وہی واپس لوٹاتے، اس میں ذرہ برابر گھوٹالہ اور گڑ بڑی نہیں کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہہ کر جارہے ہیں کہ اے علی! یہ امانتیں سنبھالو اور صبح کو لوگوں کی امانتیں ان کے حوالہ کر کے مدینہ آجانا، قربان جایئے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر، وہ ذرہ برابر گھبرائے نہیں، حالانکہ ان کو خطرہ تھا کہ کہیں ان پر حملہ کر کے ان کی بوٹیاں بوٹیاں نہ کردی جائیں؛ لیکن آپ عشق رسول میں سرشار تھے، جیسے پولیس والے گھر پر چھاپہ مارنے آتے ہیں، تو جب اصل مجرم ان کو نہ ملے، تو پولس والے کیا کرتے ہیں، ان کے گھر والوں کو تنگ کرتے ہیں، پریشان کرتے ہیں، اور ایسے ہی اگر چور ڈاکو وغیرہ آجائیں اور حملہ کریں اور ان کو گھر میں مطلوبہ سامان یا مطلوبہ آدمی نہ ملے تو وہ دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے توڑ پھوڑ کرتے ہیں، اور گھر والوں کو حیران کرتے ہیں، اور یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کو کہہ کر جارہے ہیں، مگر حضرت علیؓ گھبرائے نہیں؛ کیوں نہیں گھبرائے، کیا چیز تھی؟ وہ محبت رسول تھی کہ کچھ بھی ہو جائے، اپنی جان کی بازی لگادوں گا، اس کے بعد مشرکین مکہ آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ بستر پر کوئی آرام سے لیٹا ہے مگر وہ ہکا بکا رہ جاتے ہیں، جب وہ دیکھتے ہیں کہ یہ تو حضرت علی ہیں، ایسے خطرناک موقع پر حضرت علی ذرہ برابر نہیں گھبرائے، واقعی ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ انکار کر دیتا اور کہتا کہ حضرت معاف فرمائیں، اس کے علاوہ کوئی اور خدمت آپ مجھ سے لے سکتے ہیں، مگر مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا، اس لیے کہ یہ خطرہ سے خالی نہیں؛ لیکن وہ کیا چیز تھی، محبت رسول اور عشق نبی تھا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر کی بڑی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن ہیں، کتنی قربانیاں دیتی ہیں، جب حضورؐ سفر ہجرت پر نکلے اور غار کے اندر تشریف فرما تھے، اس وقت حضرت اسماء ہی کھانا پہنچاتی تھیں، جب پہلے دن کھانا دے کر واپس آرہی تھیں، تو راستہ میں ابوجہل ٹکرا گیا اور سوال کر بیٹھا کہ اے اسماء! کہاں گئی تھی، آپ کے والد صاحب اور حضور کہاں پر ہیں، حضرت اسماء نے جواب دیا کہ مجھے معلوم ہے مگر میں بتاؤں گی نہیں، ابوجہل نے دھمکی بھرے لہجے میں کہا کہ بتاؤ، ورنہ تمہیں ماروں گا، تو حضرت اسماء نے جواب دیا کہ کچھ بھی کرلو میں نہیں بتاؤں گی، پھر ابوجہل نے بیچاری حضرت اسماء کو زوردار تھپڑ مارا اور پیٹا، جس سے وہ گر گئیں اور بیہوش ہوگئیں، پھر بھی انہوں نے جواب دیا کہ میری جان جاسکتی ہے مگر میں بتا نہیں سکتی، یہ ہے محبت، جب آدمی کو کسی سے محبت ہوجاتی ہے تو اپنی جان کی بازی لگادیتا ہے اور اپنی جان پر کھیل جاتا ہے، اس کے بعد دوسرے دن کھانا لے کر آئیں، تو حضور نے ان کے چہرے پر کچھ نشانات دیکھے تو دریافت فرمایا اے اسماء یہ کیا ہے؟ تو حضرت اسماء نے پورا واقعہ سنادیا جو ان کے ساتھ پیش آیا تھا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی حضور سے محبت

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ نے پکڑ لیا اور پکڑ کر مارنا شروع کردیا، اتنا مارا کہ آپ لہولہان ہوگئے بلکہ آپ کی زندہ ہی بوٹیاں کاٹنے لگے اور آپ کی بوٹیاں کاٹتے کاٹتے کہنے لگے کہ اے خبیب! کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ اگر تیری جگہ محمد ہوں یعنی تجھے چھوڑ دیا جائے اور تیری جگہ محمد کو رکھ دیا جائے "أَتُحِبُّ أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدٌ مَكَانَكَ وَأَنْتَ نَاجٍ" تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ تھے، جو تاریخ میں محفوظ ہیں کہ اگر میں اپنے خاندان میں، اپنے گھر والوں میں، اپنے اہل وعیال میں اور اپنے بال بچوں میں خیریت سے

ہوں اور محمد کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو مجھے یہ گوارہ نہیں "وَاللّٰہِ مَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ آمِنًا وَادِعًا فِي أَهْلِي وَوَلَدِي وَأَنَّ مُحَمَّدًا يُوخَزُ بِشَوْكَةٍ" (۱) میری بوٹی بوٹی ہو سکتی ہے، میرے جسم کے تمام اعضاء الگ الگ کر سکتے ہو؛ لیکن مجھ کو یہ برداشت نہیں کہ میرے نبی کو ایک کانٹا بھی چبھے، یہ کیا چیز تھی، یہ کون سا جادو تھا، یہ محبت تھی اور حقیقی محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جب ایمان لائیں، تو ابو جہل ان کو طرح طرح کی سزائیں دیتا تھا، ایک دن اس نے ان کی شرم گاہ پر برچھی ماری اور ان کو بری طرح سے زخمی کر دیا، مگر وہ اپنے ایمان سے پھرنے والی نہیں تھیں، بس احد احد کے نعرے لگاتی ہوئیں شہید ہو گئیں، یہ کیا چیز تھی، یہ محبت تھی۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی حضور سے محبت

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہدائے احد کی تجہیز و تکفین اور اللہ رب العزت کی حمد وثنا سے فارغ ہو کر مدینہ کا رخ کیا، تو ان کا گزر بنو دینار کی ایک انصاری خاتون کے پاس سے ہوا، جس کے شوہر، بھائی اور باپ اسی غزوے میں شہید ہو گئے تھے۔

قافلے کو دیکھ کر وہ کہنے لگی لوگو! بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟۔

لوگوں نے کہا کہ اے ام فلاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بخیر ہیں اور بحمد للہ تو جیسا چاہتی ہے ویسے ہی ہیں" مگر تمہارے باپ، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے ہیں۔

پھر انہوں نے کہا "مَا بَالُ مُحَمَّدٍ" محمد کا کیا حال ہے؟ تو دوسرے نے جواب دیا کہ تمہارے باپ، بھائی اور شوہر کی لاش فلاں جگہ پڑی ہوئی ہے، تو اس عورت نے پھر کہا مجھے محمد کے بارے میں بتاؤ، تو تیسرے نے کہا محمد خیریت سے ہیں اور فلاں جگہ ہیں۔

---

(۱) صورۃ من حیاۃ الصحابۃ حصہ اول صفحہ ۹ رعبد الرحمٰن رافت پاشا

توانصاریہ کہتی ہے کہ ذرا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھ لوں، تاکہ میرے بے قرار دل کو قرار آجائے، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہیں تو بے ساختہ پکار اُٹھتی ہے:

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی ❁ اے شہِ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

وہ بوڑھی عورت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتی ہے تو اس کو اطمینان ہوتا ہے اور کہتی ہے کہ جب محمدؐ ہیں تو سب کچھ ہے، محمد کے بعد ہر مشکل آسان ہے، یہ کیا چیز کہلوا رہی ہے۔

دوستو! بھائی قربان، شوہر قربان، باپ قربان، مگر کسی کی پرواہ نہیں، ہاں پرواہ ہے تو محمد کی، یہ ہے محبت اصلی اور حقیقی محبت۔

ڈھال کے لیے اپنے بیٹے کو پیش کرنا

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جہاد میں نکلنے کا حکم دیدیا تو ایک عورت جن کے پاس بڑے لڑکے نہیں تھے اور وہ عورت بالکل نوجوان تھی، صرف ایک بچہ تھا اور وہ بہت چھوٹا، بھائی باپ جنگ میں شہید ہو چکے تھے، تو وہ پریشان سی ہوگئی اور تڑپ اٹھی کہ کاش! میرے پاس بھی کوئی نوجوان اولاد ہوتی، تو اسے جنگ میں بھیجتی، تو وہ یہ سوچ کر حضور کے پاس گئی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! میری کوئی نوجوان اولاد نہیں ہے بس یہی ایک بچہ ہے، آپ اس کو اپنے ساتھ جنگ میں لے جائیے، تو آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ کیا کرے گا جنگ میں، جنگ تو بچوں کا کھیل نہیں ہے، تو عورت نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اسے کسی مجاہد یا کسی لڑنے والے کو دیدیجئے جب دشمن کی طرف سے تلوار یا کسی اور چیز سے حملہ ہوگا تو یہ بچہ ڈھال کا کام کرے گا، اللہ اکبر! یہ کیا چیز کہلوا رہی ہے محبت۔

آج کوئی ماں ہے، جو اپنے ننھے منھے سے بچے کو جہاد میں ڈھال کے طور پر پیش کرسکتی ہے نہیں نہیں، آج کل کوئی ایسی ماں موجود نہیں ہے، وہ تو محبت تھی اور محبت میں انسان اپنی جان دیدیتا ہے۔

حضور کی محبت سارے لوگوں سے زیادہ ہونی چاہئے

دوستو! جب محبت ہو جاتی ہے تو جس سے محبت ہوتی ہے، اس کے عشق میں ایسی ہی مثالیں اور نظیریں پیش آتی ہیں، جیسی آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں، اور یہ محبت رسول ہی ایسا جوہر ہے جس کے ذریعہ سے ایمان مکمل ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (۱) تم میں سے کوئی کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میری محبت تمہارے والدین اور تمہاری آل اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو یعنی کہ میں تمہارا محبوب بن جاؤں، تمہارے گھر والوں سے بھی اور تمہارے بال بچوں سے بھی زیادہ، اگر وہ تمہیں محبوب ہیں تو تمہارا ایمان کامل نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے کامل ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ سب سے زیادہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے، اپنی بیوی یا اپنے بال بچوں، یا اپنے والدین اور اپنے قریب سے قریب تر آدمی سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونی چاہئے، جب ایسی محبت ہو جائے گی تب جا کر ہمارا ایمان کامل درجہ کو پہنچے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کر کے ہی منزل مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے

اس لئے ہر کام میں حضور ہی کو اسوہ بناؤ، اور آپ کی مکمل اتباع کرو، حضور نے فرمایا "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ" تم میں کوئی مکمل مؤمن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمہاری خواہشات اور تمہارے کام سب میری خواہش اور مرضی کے مطابق نہ ہو جائیں۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ❁ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۴

اگر منزل تک پہنچنا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو، کیونکہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے تو وہ ہر معاملہ میں اسی کی نقل کرتا ہے، اسی طرح کھاتا ہے جیسے وہ کھاتا ہے، اسی طرح پہنتا ہے، اسی طرح چلتا ہے اوراسی طرح زندگی بسر کرتا ہے، غرضیکہ اسی کی طرح ہر کام کرتا ہے، محبت کا تقاضہ تو یہی ہے، اور آج تو ہماری جان کا مطالبہ بھی نہیں ہو رہا ہے، جس طرح کے صحابہ کرام نے قربانی اور جان نچھاوری کے نمونے پیش کئے ہیں، بلکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ جو آپ نے بتایا ہے اسے مان لو اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے رک جاؤ "مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (۱) یہی ہے محبت کا تقاضہ، اگر حضور سے ہماری محبت پکی اور سچی ہے، تو آپ نے جس چیز سے منع کیا ہے، اس سے باز آ جاؤ اور جس کا حکم دیا ہے اس کو اختیار کر لو، جب ہمارے اندر یہ چیز پائی جائے گی تو ہمارا ایمان مکمل ہو جائے گا اور ہماری دونوں جہاں میں کامیابی ہوگی، اللہ تعالی اپنے حبیب کی سچی محبت عطا فرمائے۔

---

(۱) سورۂ حشر آیت نمبر ۷